قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (اٰل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 28 جنوری 2020ء | 2 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ : 24

فرمانِ رسول ﷺ

نماز تہجد کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا ربّ تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر:6321)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

آگ ہماری غلام، بلکہ غلاموں کی غلام ہے

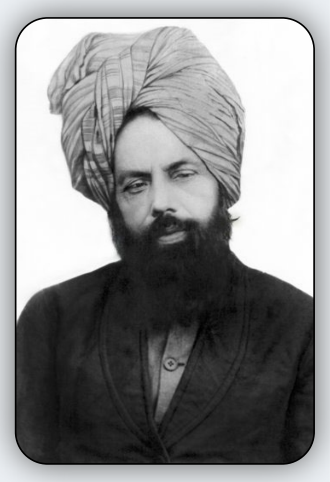

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’مدّت کا یہ میرا الہام ہے کہ ’’ آگ سے ہمیں مت ڈرا۔آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔‘‘یہ ویسے ہی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ بعض بہشتی بطور سیر دوزخ کو دیکھنا چاہیں گے اور اس میں اپنا قدم رکھیں گے،تو دوزخ کہے گی کہ تو نے توجھے سرد کر دیا۔ یعنی بجائے اس کے کہ دوزخ کی آگ اُسے جلاتی۔ خادموں کی طرح آرام دہ ہو جاوے گی۔

عادت اللہ یہی ہے کہ دوناریں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔محبّتِ الٰہی بھی ایک نار ہے اور طاعون کو بھی نار لکھا ہے۔لیکن ان میں سے ایک تو عذاب ہے اور دوسری انعام ہے، اسی لیے طاعون کی نار کی ایک خاص خصوصیت خدا تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اس میں آگ کو جو غلام کہا گیا ہے۔میرا مذہب اس کے متعلق یہ ہے کہ اسماء اوراعلام کو ان کے اشتقاق سے لینا چاہیے۔ غلام غلمہ سے نکلا ہے۔ جس کے معنے ہیں کسی شئ کی خواہش کے واسطے نہایت درجہ مضطرب ہونا یا ایسی خواہش جو کہ حد سے تجاوز کر جاتی ہے اور انسان پھر اس سے بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور اسی لیے غلام کا لفظ اس وقت صادق آتا ہے جب انسان کے اندر نکاح کی خواہش جوش مارتی ہے۔ پس طاعون کا غلام اور غلاموں کی غلام کے بھی یہی معنے ہیں کہ جو شخص ہم سے ایک ایسا تعلق اور جوڑ پیدا کرتا ہے جو کہ صدق و وفا کے تعلقات کے ساتھ حد سے تجاوز ہوا ہو اور کسی قسم کی جدائی اور دُوئی اس کے رگ و ریشہ میں نہ پائی جاتی ہو اسے وہ ہر گز کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی اور جو ہمارا مرید الٰہی محبت کی آگ سے جلتا ہو گا اور خدا کو حقیقی طور پر پا لینے کی خواہش کمال درجہ پر اس کے سینہ میں شعلہ زن ہو گی۔ اسی پر بیعت کا لفظ حقیقی طور پر صادق آوے گا۔یہاں تک کہ کسی قسم کے ابتلا کے نیچے آکر وہ ہر گز متزلزل نہ ہو بلکہ اور قدم آگے بڑھاوے۔ لیکن جبکہ لوگ ابھی تک اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر وہ ابتلا میں آجاتے ہیں اور اعتراض کر نے لگتے ہیں تو پھر وہ اس آگ سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلدچہارم ص2)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلٰی ٭ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ۪ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

(البقرہ:113)

ترجمہ: نہیں نہیں، سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کردے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے۔ اور اُن (لوگوں) پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

فرمان خلیفہ وقت

مساجد کو آباد کرنے والے

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ لَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ۔ (التوبہ:18)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز درج بالا آیت تلاوت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

’’یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے جیسا کہ آپ نے سنا اس کا ترجمہ پڑھتا ہوں کہ اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ سو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے مساجد تعمیر کرنے والوں اور آباد کرنے والوں کی یہ خصوصیات بیان فرمائی ہیں کہ اللہ پر ایمان لانے والے ہیں یعنی اس بات پر کامل یقین کہ سب طاقتوں کا سرچشمہ اور مالک خدا تعالیٰ کی ذات ہے، باقی سب ہیچ ہے۔ پس اس ایمان کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا اور اس کی عبادت انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آگے جھکنے والوں کو بھی ایمان اور یقین میں بڑھاتا ہے۔ پھر یوم آخرت پر یقین بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد میں آنے والوں کی خصوصیت،شرط بیان کی ہے کیونکہ آخرت پر یقین ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مائل کرتا ہے ایسی عبادت جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کی جائے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقعے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

’’ایمان بالآخرت کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 53-54)

یعنی خاتمہ بالخیر پھر یقینی نہیں رہتا، پھر یہ بات نہیں رہتی کہ انسان ایمان پر قائم رہے گا۔پس حقیقی عابد اور مسجدوں کو آباد کرنے والا وہی ہے جس کے دل میں آخرت کے بارے میں کبھی وسوسہ نہ آئے اور انجام بخیر کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا رہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ 11۔اکتوبر 2019ء)

دربارِ خلافت

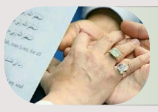

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت

آپ کا تقدس اسی میں ہے کہ اسلامی روایات کی پابندی کریں

پیاری ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہرلحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔آمین

مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔میرا پیغام یہ ہے کہ آپ احمدی مستورات ہیں جنہوں نے خداتعالیٰ کے خاص فضل سے زمانے کے امام کو مانا اور آپؑ کے بعد خلافت احمدیہ سے وابستہ ہوکر اس کی برکات سے متمتع ہورہی ہیں۔ آپ نے خلیفۂ وقت کی رہنمائی میں اسلامی تعلیمات سے سب دنیا کو روشناس کرواناہے ۔اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ اور آپ کی اولاد ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو تاکہ آپ اپنے قول وفعل دونوں سے اسلامی تعلیمات کا پرچار کرسکیں۔

عورتوں کے بارے میں ہمارے پیارے دین کی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم پردہ ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ اسلام عورت کی عزت اوراحترام کا اور حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ یہ کوئی جبر نہیں ہے کہ عورت کو پردہ پہنایا جاتاہے یا حجاب کا کہا جاتاہے۔ بلکہ عورت کو اس کی انفرادیت قائم کرنے اور مقام دلوانے کے لیے یہ سب کوشش ہے۔ اس کے برعکس اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے زور لگارہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندرسے ختم کیا جائے۔ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مسلمانوں اورخاص طورپر احمدی مسلمانوں ، مردوں اور عورتوں ،نوجوانوں سب نے مذہبی اقدارکو قائم رکھنے کی کوشش نہ کی توپھر ہمارے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہم دوسروں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پکڑمیں ہوں گے کہ ہم نے حق کو سمجھا،حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا اور ہم نے پھر بھی عمل نہ کیا۔

حیا ایمان کا حصہ ہے اور حیا عورت کا ایک خزانہ ہے اس لیے ہمیشہ حیا دار لباس پہنیں۔ ہمیشہ یادرکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پردے کا حکم دیا ہے تویقیناً اس کی کوئی اہمیت ہے ۔ مائیں نیک نمونہ دکھائیں اور اپنی بچیوں کو چھوٹی عمر سے اس کی عادت ڈالیں۔ مثلاً جوانی میں جب لڑکیاں قدم رکھتی ہیں تو ان کے کوٹ گھٹنوں سے نیچے ہونے چاہئیں۔ ایسے کوٹ پہننے چاہئیں جو اُن کا پوراجسم ڈھانکنے والے ہوں نہ کہ فیشن۔ اور بازو لمبے ہونے چاہئیں ۔ اپنے عزیزوں رشتہ داروں کے درمیان بھی جب کسی فنکشن میں یا شادی بیاہ وغیرہ میں آئیں تو ایسا لباس نہ ہو جس میں جسم اٹریکٹ (Attract) کرتا ہو یا اچھا لگتا ہو یا جسم نظر آتا ہو۔آپ کا تقدس اسی میں ہے کہ اسلامی روایات کی پابندی کریں اور دنیاکی نظروں سے بچیں ۔

ایک روایت میں آتاہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ۔اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا۔ یعنی اِدھراُدھر ہونے کی کوشش کی اور فرمایا:’’ اے اسماء! عورت جب بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تویہ مناسب نہیں کہ اس کے منہ اور ہاتھ کے علاوہ کچھ نظرآئے۔‘‘ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے یہ بتادیا۔ پس عورتوں کو جویہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنی زینتوں کو چھپاؤ۔ اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانکو۔اپنے تقدس کو قائم رکھو، تو ہر احمدی عورت کو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ۔

پھر آج کل کے سائنسی دور میں بہت سے نئے ذرائع ہیں مثلاً انٹرنیٹ، موبائل فون،سوشل میڈیا وغیرہ۔یہ وقت ضائع کرتے اوربرے خیالات پیدا کرتے ہیں۔ احمدی ماؤں کی یہ ذمہ داری ہے کہ خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی ان کے منفی اور غلط استعمال سے بچا کر رکھیں۔ اسی طرح اگرٹی وی پر غلط پروگرام دیکھے جارہے ہیں تویہ ماں باپ کی بھی ذمہ داری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمرکی جو بچیاں ہیں ان کی بھی ہوش کی عمرہوتی ہے ،ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں ۔آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہیے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ یہ احمدی بچی ہے۔

اسلام ہرمسلمان مرد اور عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے ۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی احمدی طالبات اپنی تعلیم پر توجہ دیں ۔ لڑکیاں صرف لڑکیوں سے دوستی کریں ۔ تبلیغی رابطہ بھی صرف عورتوں سے ہونا چاہیے۔ اسی طرح ایم ٹی اے سے خود بھی استفادہ کریں اور اَور لوگوں کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کریں۔ پس ہر احمدی عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے ۔ اپنا تقدس قائم رکھنا چاہیے اوریہ احساس ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہیں اوردوسروں سے فرق ہے۔یادرکھیں کہ آج کی بچیاں کل کی مائیں ہیں ۔اگران بچیوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس پیداہوگیا تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی محفوظ ہوتی چلی جائیں گی ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو میری ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

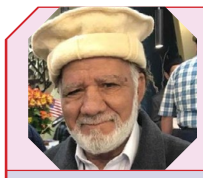

چند قطعات

چھوٹے بن کر رہو گے تو قدرت
عزتیں بے شمار دیتی ہے
بچہ خود کو اگر بڑا سمجھے
گود سے ماں اتار دیتی ہے

تا دیر کہیں جبر کا سکّہ نہیں چلتا
دل جیت نہ پائے کوئی طاقت بدولت
شُہرت کی الگ بات زمانے میں ہے لیکن
عزت کبھی ملتی نہیں دولت کی بدولت

پہلے لڑتے تھے اگر دو آدمی
تیسرا آتا چُھڑانے کے لئے
تیسرا آتا تو اب بھی ہے مگر
دونوں کی ویڈیو بنانے کے لئے

عبدالکریم قدسی۔امریکہ

طاہرہ زرتشت۔ ناروے

آنحضرت ﷺ سے محبت

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

ترجمہ: اے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم! تم لوگوں سے کہہ دو۔اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (آل عمران:32)

ہمارے پیارے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تمام جہانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے رحمت ہے اب دنیا میں امن اورسکون صرف آپؐ کے دامن سے وابستہ ہو کر ہی حاصل ہو سکتا ہے ارشاد خداوندی ہے:۔وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔اور ہم نے تجھے تمام جہانوں اور زمانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء:108)

ہم رسول اللہ ﷺ سے محبت کس طریق سے کر سکتے ہیں

انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کی ہر بات کو مانتا ہے ہر امر میں اس کی اطاعت کرتا ہے اگر ہم رسول اللہ ﷺ سے محبت کریں جو وجۂ تخلیق کائنات ہیں تو ہم اس ہستی کی محبت اور اطاعت کا دم بھرنے والے ہوں گے جس نے ہمیں اور اس ساری کائنات کو تخلیق کیا ہے۔ پروردگارِ حقیقی کا ارشاد ہےمَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ۔یعنی جو رسول کی اطاعت کرے تو سمجھو کہ اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء:81)

ایک دفعہ ایک بدوی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا ”قیامت کب ہو گی ؟“حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :”تم نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے؟“بدوی نے جواب دیا ”صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:”تو تجھے اس کا ساتھ نصیب ہو گا جس سے تجھے محبت ہے۔“ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 123)

اسی طرح حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ 3 باتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اُسے محبوب ہو دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو نا پسند کرتا ہو“
(حدیقۃ الصالحین صفحہ 122)

اگر ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں تو اس کا طریق بھی خداتعالیٰ نے ہمیں بتا دیا فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب:57)

اس زمانہ کے موعود امام حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ انہیں جو یہ عظیم منصب عطا ہوا ہے وہ اپنے آقا محمد مصطفٰے ﷺ سے بے پناہ محبت اور عشق کی بدولت عطا ہوا ہے آپ نے اپنی جماعت کو بھی یہ تعلیم دی کہ آنحضرت ﷺ سے بہت پیار کرو آپؐ پر ہمیشہ درود اور سلام بھیجتے رہو۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگئے۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد ﷺ کی طرف بھیجی تھیں۔“
(براہینِ احمدیہ،روحانی خزائن جلد1 صفحہ 598)

اسی طرح آپؑ کو الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاءاعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءاعلیٰ پر ایک شخص مُحیی کی تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کی تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارے سے اس نے کہا کہ ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہؐ سے محبت رکھتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے بیٹے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”میں آسمانی آقا کو حاضرو ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آ گئی ہو آپ کے دل ودماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا“۔ (سیرت طیّبہ صفحہ 27،26)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سارا کلام اردو،عربی اور فارسی آنحضرت ﷺ کی محبت اور عشق سے بھرا ہوا ہے آپ نے فرمایا:۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است

یعنی میری جان و دل آنحضرت ﷺ کے حسن پر فدا ہیں اور میری تو خاک بھی آپ کی آل کے کوچے پر نثار ہے۔

نیز فرمایا:۔

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آنحضرت ﷺ پر جو غیر مسلموں کی طرف سے اعتراضات کئے جاتےاور ناروا زبان استعال کی جاتی اس پر آپ بہت تکلیف اور دکھ محسوس کرتے اس کا اندازہ آپ کے اس ارشاد سے ہوتا ہے ۔آپؑ فرماتے ہیں ۔

”اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلّت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا۔اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ سے کی گئی دُکھا۔“
(آئینہ کمالات اسلام،روحانی خزائن جلد5 صفحہ 52)

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار

******

مساجد کے آداب

مساجد خدا تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہیں

مساجد کا بہت ادب و احترام کرنا چاہئے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جوان کے تقدس اور احترام کے خلاف ہو۔مساجد کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

مساجد میں پاک و صاف ہو کر،صاف ستھرا لباس پہن کر اور باوضو ہو کر جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورہ الاعراف میں فرماتا ہے: ”اے آدم کے بیٹو!ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کر لیا کرو۔“ (الاعراف:32)

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھنا چاہئے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔مسجد سے باہر نکلتے ہوئے السلام علیکم کہیں اور پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں اور پھر یہ دعا پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ فَضۡلِکَ (مسند احمد)

مسجد میں داخل ہوتے وقت حاضرین کو السلام علیکم...کہا جائے۔

جب مسجد میں داخل ہوں تو دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔(مشکٰوۃ) مسجد میں بلند آواز سے باتیں نہیں کر نی چاہئیں۔خاموشی سے وقت گزارنا چاہئے۔اگر مجبوری سے کوئی دینی بات کرنی ہو تو آہستگی سے کرنی چاہئے تا نمازیوں کی نماز میں حرج نہ ہو۔ مسجد میں ہنسنا بھی نہیں چاہئے۔مسجد میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور اِدھر اُدھر کی فضول باتیں کرنا سخت ناپسندیدہ حرکت ہےکیونکہ مسجد خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ ضرورت محسوس ہونے پر مذہبی ، سیاسی ، قضائی اور تمدنی امور پر بھی مسجد میں گفتگو ہو سکتی ہے۔

مسجد میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن پاک کی جانی چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے۔ اِنَّمَا ھِیَ لِذِکۡرِاللّٰہِ(مسلم کتاب الطہارۃ)کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اورقرآن مجید پڑھنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔مسجد میں لہسن ، پیاز اور بدبو دار سبزی کھا کر نہیں آنا چاہئے کیونکہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے ۔ مساجد میں بیٹھ کر خرید وفروخت کی باتیں نہیں کرنی چاہئے۔مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے۔ اس لئے مسجد میں کھوئی ہوئی چیز تلاش کرنے کی بھی ممانعت آئی ہے۔آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایاہے کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقے بنا کر بیٹھے باتیں کریں۔ (ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب التحلق یوم الجمعۃ)

مساجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک و صاف رکھنا چاہئے۔ کیونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہوتے ہیں۔

مسجد میں اللہ تعالیٰ کانام لینے اور اس کی عبادت بجا لانے کے لئے کسی کو نہیں روکنا چاہئے۔کیونکہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے۔ مسجد میں اللہ کی عبادت سے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ جسے رسول کریمؐ نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا۔

مسجد کا قیام تقویٰ کو مدّنظر رکھ کر کیا جائے۔ ان کو فتنہ و فساد کی بنیاد رکھنے کی جگہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی بغاوت کرنے کا ذریعہ بنایا جائے کیونکہ یہ بہت ظلم ہے۔ پس مساجد امن کے لئے روحانیت کی ترقی کے لئے اور دلوں کی تسکین کے لئے بنائی جانی چاہئیں۔ تا کہ بیوت الذکر سے مسافر بھی ، شہر میں رہنے والے بھی۔توحید کامل پر قائم رہنے والے لوگ سبھی فائدہ اٹھائیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر سکیں۔حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا”جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔“

فراز یاسین ربانی ۔غانا

موذی مرض غیبت سے بچیں

غیبت ایک ایسی بیماری ہے جس نے ہمارے معاشرہ کا امن اور سکون برباد کر دیاہے ۔ یہ بیماری ایسی راسخ ہو چکی ہے کہ اکثر مجالس کی زینت بن چکی ہیں ۔ اس ہلاک کن بیماری کا تذکرہ قرآن کریم، رسول پاک ﷺ ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سلسلہ کی تحریرات اور خطابات کی رو سے پیش خدمت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (الحجرات:13)

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کر تا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقوی اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا بدظنی سے بچو کیو نکہ بد ظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو،اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو، اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو۔جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔‘‘ (بخاری کتاب الادب حدیث نمبر:6064)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایاتیرا اپنے بھائی کا ایسے الفاظ سے ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ بات جو کہی گئی ہے میرے بھائی میں مو جو د ہو تب بھی یہ غیبت ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا اگر وہ بات اس میں ہے جو تو نے بیان کی تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تو تُو نے اس پر بہتان لگایاہے۔‘‘ (مسلم کتاب البِرّ، باب تحریم الغیبہ)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر آواز بلند فرمایا کہ ’’اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔ انہیں میں متنبہ کر تاہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں۔ ورنہ یادرکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو لوگوں میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔‘‘

(جامع الترمذی حدیث نمبر:2032)

ایک حدیث ہے جو ایسے لوگوں کے بارہ میں ہی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے اور اللہ تعالیٰ کے بُرے بندے غیبت اور چغلیاں کرتے پھرتے ہیں، دوستوں، پیاروں کے درمیان تفریق ڈالتے ہیں ، نیک پاک لوگوں کو تکلیف، مشقت، فساد ہلاکت اور گناہ میں ڈالناچاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمد ی مر دو عورت کو اس سے بچائے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند الشامیین جلد 5صفحہ 862)

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں ؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ ، لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے، الزام تراشیاں کرتے تھے ، حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ حدیث نمبر:4878)

حضرت ابو عمامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہو اعمال نامہ لایا جائے گا۔ وہ اس کو پڑھے گا، پھر کہے گا اے میرے رب میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کئے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے نامہ اعمال سے مٹا دی گئی ہیں۔‘‘

(ترغیب والترھیب)

امام غزالی کہتے ہیں (اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ جس کے پاس چغلی کی جائے اسے چاہئے کہ وہ چغل خور کی تصدیق نہ کرے اور نہ جس کے بارہ میں چغلی کی گئی ہے اس سے بد ظن ہو۔

(فتح البیان جلد نمبر10 صفحہ 734)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے چغلی کرنے اور چغلی سننے دونوں سے منع فرمایا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ19 باب ماجاء في الغيبۃ و النميمۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:’’بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک بات کسی کی نسبت سنی اور جھٹ یقین کر لیا۔ یہ بہت بری بات ہے جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اس کو دل میں جگہ مت دو۔ یہ اصل بدظنی کو دور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہد ہ اور فیصلہ صحیح نہ کرے نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے.... بڑے بڑے اور کھلے گناہوں سے تو اکثر پر ہیز کرتے ہیں۔ بہت سے آدمی ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی خون نہیں کیا۔ نقب زنی نہیں کی۔ یا اور اسی قسم کے بڑے بڑے گناہ نہیں کئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ہیں جنہوں نے کسی کاگِلا نہیں کیا یا کسی اپنے بھائی کی ہتک کر کے اس کورنج نہیں پہنچایا۔ یا جھوٹ بول کر خطا نہیں کی ؟‘‘ (ملفوظات جلد چہارم ص 584)

پھر حضورؑ اپنی کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں۔

’’اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کر تااور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑ تاوہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’اور یہ بھی یادر کھو کہ تقویٰ اس کا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پر ہیز کرے۔ بلکہ بار یک در بار یک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہتک ہو یا اس کے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو۔ اگر چہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی برا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں ؟ یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کے دلوں میں مرض ہے کیو نکر اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جا کر ایسی باتیں سنتے؟

یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والاہی ہو تا ہے۔ جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مؤاخذہ کے نیچے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے۔ لیکن جو چپکے ہو کر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کے شکار ہوں گے اس حصہ کو بڑی توجہ سے یاد رکھو اور قرآن شریف بار بار پڑھ کر سوچو۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 656)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰہِ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ ہے کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو، کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آ گیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔ شیخ سعدیؒ کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق و معارف بیان کر تا تھا اور دوسرا جلا بھُنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدیؒ سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کر تاہوں تو دوسر اجلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم ،دعا، ستاری اور مَرْحَمَۃ آپس میں نہ ہو۔‘‘

(البدر 8 جولائی 1904ء ملفوظات جلد چہارم صفحہ 60تا61)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

’’نصیحت کے طور پر کہتاہوں کہ اکثر سُوء ظنیوں سے بچو۔ اس سے سخت سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پید اہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوء ظن کر تا ہے یابدظنی کر تا ہے تو اس کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کر تا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب بھی مجھے مل جائیں ، اس کی کچھ برائیاں بھی نظر آجائیں۔ اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت میں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا۔ اپنی بد ظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کر تا ہے ، پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے اللہ کریم نے فرمایا کہ (وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً)۔ غرض خوب یاد رکھو سوءظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص روزے بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے تجسس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزے کیار کھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی ایسا بد آدمی ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے..... ایک صوفی نے کشف میں دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی ہے۔ جب اس کوقے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن میں سے بدبو آتی تھی۔ یادر کھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔ جو لوگ بد ظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بد ظنیاں نہیں سن لیتے، نہیں مرتے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور دردِ دل سے کہتاہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔ بغض اور کینے سے اجتناب کرو اور بکلی پر ہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو، اس سے بڑا فائدہ ہو گا۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

’’مومن ہونے کے بعد فاسق نام رکھانا بہت ہی بری بات ہے۔ یہ تمسخر کہاں سے پید اہو تا ہے؟ بدظنی سے۔اسی لئے فرماتا ہے۔ اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ۔ بدگمانیوں سے بچو۔حدیث میں بھی آیا ہے۔ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ اس بدظنی سے بڑا بڑا نقصان پہنچتا ہے میں نے ایک کتاب منگوائی۔ وہ بہت بے نظیر تھی۔ میں نے مجلس میں اس کی خوب تعریف کی۔ کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہو گئی۔ مجھے کسی خاص پر تو خیال نہ آیا مگر یہ خیال ضرور آیا۔ کسی نے چرالی۔ ایک دن جب میں نے اپنے مکان سے الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کتاب میں نے رکھی تھی اور وہ پیچھے جا پڑی۔ اس وقت مجھے ملامت ہوئی کہ میں نے دوسرے پر بدگمانی کیوں کی دیکھو بدظن کیسا خطرناک ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو سکھاتا ہے

جیسا کہ اس نے محض اپنے فضل سے میری رہنمائی کی اور لوگوں سے بھی ایسے معاملات ہوتے ہوں گئے۔ مگر تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ اس بد ظنی کی جڑ ہے ”کرید“ خواہ مخواہ کسی کے حالت کی جستجو اور تاڑ بازی۔ اس لئے فرمایا۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا اور پھر تجسس سے غیبت کا مرض پید اہو تا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت کو مار رہے تھے یہاں تک کہ اسے کہا جاتا زَنَیْتِ۔ سَرَقْتِ تونے زنا کیا تو نے چوری کی۔ ایک سننے والی پر اس کا اثر ہوا اور اس نے دعا کی الٰہی میری اولاد ایسی نہ ہو۔ گود میں لڑ کا بول اٹھا۔ الٰہی مجھے ایسا ہی بنائیو کیونکہ اس عورت پر بد ظنی کی جارہی ہے.... اسی طرح ایک اور ذکر ہے۔ ماں نے دعا کی الٰہی میرابچہ ایسا ہو۔ مگر بچے نے کہا کہ الٰہی میں نہ ہوں۔ غرض کسی کو کسی کے حالات کی کیا خبر ہوسکتی ہے ہر ایک کامعاملہ خدا کے ساتھ ہے ممکن ہے ایک شخص ایسا نہ ہو جیسا اسے سمجھاجاتا ہے۔ لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہو خدا کے نزدیک مقرب ہو۔ ....وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ آیت میں آیا ہے۔ کہ کوئی عورت دوسری عورت کی تحقیر نہ کرے اور اس سے ٹھٹھا نہ کرے۔ تم ایک دوسرے پرعیب نہ لگاؤ اور نام نہ رکھو۔ تم کسی کابرا نام رکھو گے تو تمہارا نام اس سے پہلے فاسق ہو چکا۔ میں تمہیں نصیحت کر تاہوں کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ر ہو اور بدی کو اس کی ابتداء میں چھوڑ دو۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 4-2 ،بدر 18نومبر 1909، صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔”غیبت کبھی نہیں کرنی چاہئے۔ کیا اپنے نقص کم ہوتے ہیں کہ دوسروں کے نقص بیان کرنے شروع کر دیئے جاتے ہیں؟ تمہیں چاہئے کہ دوسروں کے عیب نکالنے کی بجائے اپنے عیب نکالو تا کہ تمہیں کچھ فائدہ بھی ہو۔ دوسروں کے عیب نکالنے سے سوائے گناہ کے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔“

(انوار العلوم جلد 5 ص 161)

فرمایا۔”ایک شخص دوسرے شخص کے عیب بیان کر تا ہے اور دیکھنے والا دیکھتا ہے۔ کہ سننے والے کو بڑا مزا آرہا ہے۔ اسی طرح بیان کرنے والے کو بھی اور جوں جوں زیادہ تشریح کر تا جاتا ہے۔ ان کے چہرے سے خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ بعض دفعہ جس کے عیب بیان کئے جارہے ہوں۔ وہ ان کا دوست ہوتا ہے۔ بعض دفعہ محسن ہو تا ہے اور بعض دفعہ ایسا ہو تا ہے کہ اس کے عیوب کے اظہار پر ان کو نقصان بھی پہنچتا ہے مگر باوجود اس کے ان کو مزہ آتا ہے۔ کیوں؟ دنیامیں قلیل ہی ایسے اشخاص ہو گئے جو اس کی وجہ بیان کر سکیں اور جو مزہ اٹھانے والے ہیں وہ تو قریباً تمام کے تمام ایسے ہونگےکہ کوئی وجہ بیان نہیں کر سکیں گے۔ مگر باوجود اس کے گھنٹہ گھنٹہ ایک شخص غیبت کر تاجائے گا۔ اور اس کے چہرے پر ایسے آثار ظاہر ہو ں گے کہ گویا اسے کوئی عظیم الشان کامیابی حاصل ہورہی ہے اور سننے والے بھی اتنے مشغول ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ضروری کام کے لئے بھی بلائے تو ناراض ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ٹھہر وا بھی آتے ہیں، کام کر رہے ہیں اور ان کے بُشروں سے ایسا معلوم ہو تا ہے کہ انہیں کوئی ایسی خوشی کی بات معلوم ہوئی ہے جیسے کسی کے ہاں بیٹا پید اہویا کوئی جائیداد مل جائے یا حکومت اور عزت حاصل ہو۔ گویا ایسا معلوم ہو تا ہے کہ دنیاوی انعام کی بڑی سی چیز ان کومل گئی ہے۔ جس پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ کبھی ہاتھ ماریں گے، کبھی سر ہلائیں گے، کبھی مسکرائیں گے، کبھی ہنسیں گے اور ایسے لطف کا اظہار کریں گے کہ ان کی زیست کامدار وہی بات ہے، لیکن اگر پوچھو کہ کیوں مزا آرہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے تو قطعاً نہیں بتا سکیں گے۔ نہ بیان کرنے والا اور نہ سننے والے۔“

(خطبات محمود جلد 6 ص 526)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

”بعض لوگ کہتے ہیں جی ہم نے تو صرف سنی ہے غیبت، ہم نے تو حصہ نہیں لیاخود کسی کے خلاف برائی نہیں کی۔ ان کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھی گناہ سے حصہ پالیا۔ اگر تم سنتے ہو اور منع نہیں کرتے اور برا نہیں مناتے یا اپنے بھائی کادفاع نہیں کرتے تو ایسی صورت میں غیبت کے گناہ میں تم بھی حصہ دار ہو گئے۔ پھر سنن ابی داؤد میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ”جب مجھے معراج کے لئے لے جایا گیا تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزراجن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں ؟ تو اس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔“

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 54)

نیز فرمایا:

”یہاں تجسس کا بھی ذکر فرمادیا، کسی کے متعلق ایسی باتوں کی تلاش کرنا کہ وہ بے آبروئی کا موجب بنے اور پھر غیبت کر کے لوگوں تک پہنچانایہ برائیاں اتنی خطر ناک ہیں کہ ان کی سزاجو خداتعالیٰ نے تجویز فرمائی وہ آنحضرت ﷺ کو معراج کے روز دکھائی گئی۔“

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 54)

مزید فرماتے ہیں:

”عہدِ بیعت میں بھی یہ بات داخل ہے کہ میں غیبت نہیں کروں گا، میں بدظنی نہیں کروں گا لیکن کچھ ایساچسکا ہے، ایسی مصیبت ہے اور یہ بیماری کہ گھر گھر میں ، سینے سینے میں داخل ہوئی ہوئی ہے اور اتنی عادت ہے خصوصاً عورتوں میں کہ وہ برداشت نہیں ہو تاان سے کہ کسی کی بڑائی دیکھیں یا سنیں اور وہ آگے نہ پہنچا ئیں۔ دیکھ کر پہنچانا بھی بہت بری بات ہے لیکن سن کر پہنچانا تو افک بھی بن جاتا ہے اور غیبت بھی بن جاتی ہے اور پھر چسکے پورے کرنے کے لئے وہ ظن بھی کرتی ہیں اور من گھڑت باتیں بنا کر بہتان میں بھی داخل ہو جاتی ہیں اور یہ بیماری مردوں میں بھی آتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے معاشرے کا بہت براحال ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 3 ص60)

فرمایا: ”مردوں میں جب یہ بیماری پھیلتی ہے تو نہایت خطرناک شکل اختیار کر جاتی ہے۔ ایک تو یہ کہ مردوں کو ویسے اپنے کاموں کی نوعیت کے لحاظ سے زیب نہیں دیتی اور دوسرے وہاں قومی نقصان پہنچانے کا موجب بنتی ہے.... جب مرد غیبت کرتے ہیں تو وہ پھر بڑی تباہی مچاتے ہیں وہ تو یوں لگتا ہے جیسے قبرستان اکھیڑ اکھیڑ کر کھائے جار ہے ہیں اور پھر بھی بھو ک بند نہیں ہوتی ان کی ۔ اس لئے بہت خطرناک بیماری ہے قرآن کریم نے بے وجہ اس پر زور نہیں دیا۔“

(خطبات طاہر جلد 6ص619)

نیز فرمایا: ”یہ جو مردار خور جانور ہیں یہی گوشت کھاتے ہیں مثلاً چیلیں ہیں، گدھیں ہیں اور دوسرے اس قسم کے جانور جو مردوں کا گوشت کھانے پر خاص طور پر مقرر ہیں وہ دوسروں کا بھی گوشت کھاتے ہیں، اپنوں کا بھی کھاتے ہیں۔ ان کے حالات پر آپ غور کریں تو وہ ساری دنیا سے کٹ کر الگ ہو چکے ہوتے ہیں عملاً ساری دنیا کی زندگی نے ان سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ وہ نہ باغ میں چہچہاتے ہوئے نظر آئیں گے، نہ جنگلوں کی زینت بنیں گے دوسرے جانوروں کی طرح، کسی نہ کسی چوٹی کے اوپر جا کر اکیلے زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ صرف اُس وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ جب مردار ہاتھ آجائے ورنہ اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔ سارے گِدھوں اور سارے مرِدار خور جانوروں کی نہ آواز میں کوئی رونق ہے نہ ان کی شکل میں کوئی زینت ہے نہایت منحوس قسم کی چیزیں ہیں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ غیبت کرنے والے بالآخر قرآن کی اس آیت کی روشنی میں تنہا ہوتے چلے جاتے ہیں اور صرف اس وقت اکٹھے ہوتے ہیں جب کسی کی برائی کرتے ہیں۔“

(خطبات طاہر جلد 2 ص 489 ، 490)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”کسی کا اس کے پیچھے برے الفاظ میں ذکر کرنا ، قطع نظر اس کے کہ وہ برائی اس میں ہے یا نہیں۔ اگر اس کی کسی بُرائی کا اس کے پیچھے ذکر ہو تا ہے اور باتیں کی جاتی ہیں تو یہ غیبت ہے۔ اور آنحضرت ﷺ جب بیعت لیا کرتے تھے تو اس بات پر خاص طور پر بیعت لیا کرتے تھے کہ غیبت نہیں کروں گا۔ تو کتنی اہمیت ہے اس برائی کی کیو نکہ اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔“

(خطبات مسرور 3 صفحہ 285)

نیز فرمایا:

”غیبت جو ہے یہ مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ اب دیکھیں ظالم سے ظالم شخص بھی، سخت دل سے سخت دل شخص بھی، کبھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے مرِدہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس تصور سے ہی ایک ابکائی آنے لگتی ہے، طبیعت متلانے لگتی ہے۔“

(خطبات مسرور جلد1صفحہ566)

حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”آج کل کے اس معاشرے میں جبکہ ایک دوسرے سے ملنا جلنا بھی بہت زیادہ ہو گیا ہے، غیروں سے گھلنے ملنے کی وجہ سے ان برائیوں میں جن کو ہمارے بڑوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیت میں آ کر ترک کیاتھابعضوں کی اولادیں اس سے متاثر ہورہی ہیں۔ ہمارے احمد ی معاشرہ میں ہر سطح پر یہ کوشش ہونی چاہئے کہ احمدی نسل میں پاک اور صاف سوچ پیدا کی جائے ۔ اس لئے ہر سطح پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے کہ خاص طور پر یہ برائیاں، حسد ہے بد گمانی ہے، بد ظنی ہے، دوسرے پر عیب لگانا ہے اور جھوٹ ہے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے کوشش کی جائے ایک مہم چلائی جائے۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 256)

نیز فرمایا:”کسی کی پیٹھ پیچھے باتیں کرنے والوں کو ہمیشہ یہ یادرکھنا چاہئے کہ وہ باتیں صحیح ہیں یا غلط یہ غیبت یا جھوٹ کے زمرے میں آتی ہیں اور غیبت کرنے والوں کو اس حدیث کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگلے جہان میں ان کے ناخن تانبے کے ہو جائیں گے جس سے وہ اپنے چہرے اور سینے کا گوشت نوچ رہے ہوں گے۔“

(خطبات مسرور جلد 1ص233)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ فوزیہ درثمین احمد تحریر کرتی ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن بھی بہت ہی اعلیٰ ہوتا ہے۔الفضل کو دیکھ کراس قدر خوشی ہوتی ہے ورنہ روزانہ کوئی ایسی چیز نہ پڑھ سکنے کا دن بدن ایک عجیب سا قلق ہوتا تھا،ایک کسک سی محسوس ہوتی تھی کہ بس لگی بندھی روٹین ہی رہ گئی،اگر کوئی کتاب نکال ہی لو تو درمیان میں ہی بند کرو،جگہ پر رکھو، الفضل onlineنے بے حد آسان کر دیا،نہ بے ادبی کا ڈر ،نہ سمیٹنے کا ،نہ سنبھالنے کا مسئلہ،نہ جگہ کی کمی نہ ٹھکانے لگانے کی فکر،موبائل میں space shortage لکھا آ جاتا تو delete کرنے کا افسوس تو ہوتا ہے لیکن پتہ ہوتودوبارہsearchکرنے پر مل بھی جاتاہے،مجھ جیسی modern gadget کا اتنا use نہ جاننے والی بھی اس کی وجہ سے اور اس کی خاطر کچھ سیکھ پارہی ہے،بس جب تک دم رہے اور آنکھوں کی روشنی سلامت رہے ہم اس سے فیضیاب ہوتے رہیں(آمین)، روح کی سیرابی کے ساتھ تمام تر عملی رنگ میں بھی،اداریہ میرے لئے بہت specialہوتاہے،یہ سوچ کے بھی کہ لکھنے والے سے بات بھی ہو سکتی ہے، ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

امۃالباری ناصر۔امریکہ

خدا کا فضل۔روزنامہ الفضل لندن

ربوہ سے سات سمندر پار صبح نمازفجراور تلاوت قرآن پاک کے بعدانٹرنیٹ پر روزنامہ الفضل لندن آن لائن کا نیا شمارہ پڑھتی ہوں۔الفضل سے ہمیں حضور انور کے تازہ خطبہ اورسب ملکوں کے دوروں کے احوال کاعلم ہوتا ہے جماعت کی روز افزوں ترقی سے باخبر رہتے ہیں لگتاہے ساری پیاری جماعت احمدیہ ایک وسیع تر خاندان ہے جس کا ہرفرد الفضل کے ذریعہ ایک دوسرے سے منسلک ہے آج ہی کے اخبار میں ایک دعا کا اعلان تھاکہ جرمنی میں ایک بچہ بیمار ہے جس کے دو بھائی پہلے اسی کی عمر اور بیماری میں وفات پا چکے ہیں۔ دکھ اوردرد سے بچے کے لئے دعا کرتے ہوئے سوچتی ہوں اب سارے قارئین اللہ شافی سے رحم کی بھیک مانگیں گے یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہمیں الفضل میسر ہے جو ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ رکھتا ہے اس نعمت عظمی پردل حمدوشکر سے بھرا رہتا ہے۔ یہ پیارا اخبار ایک مضبوط کڑا ہے جس کو تھام کر ہم بے آسرا نہیں رہتے۔

ماضی میں الفضل سے دلچسپی کی شروعات کھوجنے کے لئے بہت دور جانا ہوگا۔میں سکول میں پڑھتی تھی جب بڑی بہن محترمہ امۃ اللطیف کی شادی محترم شیخ خورشید احمد اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل سے ہوئی۔ آپی بیاہ کے لاہور چلی گئیں ان دنوں الفضل لاہور سے نکلتا تھا۔ہم اپنے بہنوئی کو دولہا بھائی کہتے تھے۔ شادی کے بعد دولہا بھائی بھاٹی گیٹ محلہ پٹ رنگاں سے اچھرہ میں کرایے کے مکان میں منتقل ہوگئے آپی بھرے پرے گھر سے گئی تھیں وہاں دل نہ لگا توگرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لئے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ یہیں الفضل سے تعارف ہوا یعنی اس موقر روزنامہ سے محبت کا آغاز ہوا۔ مجھے یاد ہے جب 1953ء میں جماعت کے خلاف شرانگیزی ہوئی میں لاہور میں تھی۔اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب کے پاس مخدوش حالات کی پل پل کی خبریں آتیں میں بھی دعاؤں میں لگی رہتی۔ حضرت مصلح موعودؓ کا پُر جلال پیغام ''میرا خدا مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے'' پڑھ کر بہت تقویت ملی تھی۔ پھرحضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر الفضل کی اشاعت ربوہ سے شروع ہوئی تو یہ جوڑا ربوہ منتقل ہو گیا اور وہ بھی بالکل اپنے گھر جیسے پڑوس میں وہ اس طرح کہ ہم دارالرحمت وسطی میں ایک کنال کے پلاٹ پر آدھے حصے میں رہتے تھے آپی نے باقی کے آدھے میں مکان بنوایا درمیانی دیوار میں ایک چھوٹا سادروازہ تھاجس سے دونوں گھر ساتھ بھی تھے اور علیحدہ بھی' دولہا بھائی اور الفضل گویاایک ہی وجود کے دو نام تھے دفتر سے گھر آتے تو اپنے ساتھ سائیکل کے کیریر میں ایک پلندہ لاتے جس میں تازہ الفضل'معاصر روزنامے اور ہفت روزے ہوتے۔ مجھے فطرتاً لکھنے پڑھنے کا شوق ہے میرے لئے یہ سب کچھ بہت پُرکشش ہوتا دولہا بھائی کے دفتر سے واپسی کی منتظر رہتی۔صحافیوں کو اس ذوق کی خوشبو آجاتی ہے۔ مجھے اخبار کی تیاری اوراشاعت کے مرحلوں' اشتہاروں کی ضرورت' مختلف احتیاطوں اور معاصرین سے ایک قسم کی دوڑ کے بارے میں بہت کچھ بتاتے۔میرے ہر سوال کا تحمل سے اور وضاحت سے جواب دیتے۔ آپ کتابت کا ہنر جانتے تھے آپ لکھتے تومیں غور سے لفظوں کی بناوٹ دیکھتی۔ آپ سے سیکھا ہوا ساری عمربہت کام آیا۔ مثال کے طور پر آپ کبھی کبھی الفضل کی اشاعت سے پہلے پیلے پیلے زعفرانی سے رنگ کے بڑے بڑے کاغذوں کی پروف ریڈنگ کرتے تھے۔ یہ مشغلہ میرے لئے بڑا دلچسپ تھا غلط لفظ پر دائرہ بناتے اور حاشیے پرلائن کھینچ کریا ایرو لگا کر سطر کے اوپر اصلاح لکھ دیتے جن کو پروف ریڈنگ سے واسطہ نہیں پڑا وہ اندازہ نہیں کرسکتے کہ یہ کتنا مشکل اور ظالم کام ہے۔مجھے اس مشاہدہ سے بہت فائدہ ہوا ساری عمریہی کام کرنا مقدر تھاوہ اس طرح کہ کراچی لجنہ کی اشاعت کا کام کرتے ہوئے قریباً ایک سو کتابوں کے ورق ورق کی بیسیوں بار پروف ریڈنگ کرتی۔ ظالم کا لفظ اس لئے لکھا ہے کہ پوری آنکھیں کھپا کر پروف ریڈنگ کرنے پر بھی جو غلطی میری آخری نظر سے اوجھل رہ جاتی دوسروں کی پہلی نظرمیں آجاتی۔

آپی کے گھر کا ماحول میری ادبی تربیت گاہ تھا۔حسن اتفاق سے میاں بیوی دونوں مضمون نگار اور ادیب آپی لجنہ مرکزیہ کی سیکرٹری اشاعت اوربعد میں مصباح کی ایڈیٹر رہیں دینی ماحول میں علمی موضوعات پرگفتگو ہوتی۔ الفضل کے مضامین اورنظموں پر تبصرے ہوتے جو علم میں اضافے کا بہترین ذریعہ ہوتے۔شذرات کے کالم کے لئے دوسرے اخبارات کی خبروں سے تراشے لیتے جن سے ہم حالات حاضرہ سے باخبررہتے۔

بعض مزیدار واقعات بھی ہوتے ایک دفعہ کافی رات گئے اسسٹنٹ ایڈیٹرصاحب کے گھر کا دروازہ کھٹکا ایک صاحب یادرفتگاں کے عنوان سے کسی کی یاد میں مضمون لائے دولہا بھائی نے حیرت سے کہا کہ موصوف تو ابھی ہستگاں میں شامل ہیں۔ کہنے لگے الفضل میں ان کی تشویشناک علالت کا پڑھا تھا۔ میرے پاس وقت تھا میں نے سوچا بعد میں بھی تو لکھنا ہے کیوں نہ ابھی لکھ لوں فوت ہوجائیں تو پہلا میرا مضمون چھاپ دینا۔ایک دفعہ میرے ایک سوال نے بھی سب کو بہت ہنسایا حالانکہ بڑا معصوم سا سوال تھا کہ کیا محترم شیخ روشن دین تنویر کے علاوہ بھی جماعت میں کوئی شاعر ہے؟

مجھے اندازہ نہیں کہ دولہا بھائی نے کل کتنے سال الفضل کی خدمت کی۔مگر اتنا کہہ سکتی ہوں کہ اللہ تعالی نے ان کو اسی کام کے لئے پیدا کیا تھا۔ میرے پاس ایک بہت دلچسپ بات ہے جو اس ذیل میں بے محل بھی نہیں ایک دفعہ ان کے والد صاحب نے بھاٹی گیٹ کے اپنے آبائی گھر کی ایک پرانی الماری سے دولہا بھائی کے بچپن کی سنبھالی ہوئی چیزیں دکھائیں۔میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ان میں پورے پورے اخبار ہاتھ سے لکھے ہوئے موجود تھے باقاعدہ کالم بنائے ہوئے شہ سرخیاں'ذیلی سرخیاں لگائی ہوئیں دوسرے اخباروں سے خبریں نقل کی ہوئیں ناقابل یقین صفائی ستھرائی سے ہر جہت سے مکمل اخبار بنائے ہوئے۔ جب ان کی والدہ صاحبہ کی وفات ہوئی یہ بہت چھوٹے تھے اکیلے ہی کھیلتے رہتے تھے۔ اس وقت یہ مشغلہ اپنایا۔ جو زندگی کی راہیں متعین کررہا تھا۔ دراصل قدرت ایک صحافی تراش رہی تھی جس سے بڑے ہوکر سلسلہ کے اخبار کی خدمت لینی تھی۔ ان کا ذوق و شوق ان کی روزی بن گیا اور جماعت کی خدمت کا موقع بھی ملا ۔ پھر حالات انہیں کینیڈا کی سرزمین پر لے آئے۔ خاکسارسے ہم ذوقی کا رشتہ انہوں نے ساری عمر نبھایا جب بھی ملاقات کی صورت ہوتی وہ میری حقیر کاوشوں پر دل سے داد دیتے۔ اورالفضل کی ترقی اور پرنٹنگ کی جدید سہولتوں کاذکر کرتے ہوئے اس ماں کی طرح خوش ہوتے جو اپنے خون سے پرورش کئے ہوئے بچے کو پھولتے پھلتے دیکھ کر طمانیت محسوس کرتی ہے۔آخری عمر تک الفضل زیر مطالعہ رہا۔ تحریر کی حرمت پہچانتے تھے ان کے پاس یادگار خطوط اور تحریروں کا خزانہ تھا۔یہ فرشتہ سیرت'قابل صد احترام بھائی کئی طرح ہمارے خاندان کے لئے باعثِ رحمت ثابت ہوئے خاص طور پر ابا جان کے درویش قادیان ہونے کی وجہ سے گھر میں ایک سرپرست کی حیثیت حاصل تھی۔ اب مولا کریم کے حضور حاضر ہوچکے ہیں ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے ہمیشہ دل سے دعائیں کرتے رہیں گے۔

جامعہ نصرت میں پڑھنے پڑھانے کا عرصہ پھر شادی اور سب سے چھوٹی بچی کے سکول جانے تک الفضل کا مطالعہ تو جاری رہا مگرفعال رابطہ محترم نسیم سیفی کی ادارت کے زمانے میں ہوا موصوف میرے پھوپھی زاد بھائی اورپڑوسی تھے۔ بہت حوصلہ افزائی کرنے والے ایڈیٹر تھے۔ میں ٹوٹی پھوٹی نظمیں بھیجتی وہ خوشی سے قبول کرتے اور ممنونیت سے چھاپتے جیسے کسی کہنہ مشق شاعر نے ادب کا شاہکار تخلیق کیا ہو۔ حقیقتاً یہ ان کی اعلیٰ ظرفی تھی میں ربوہ جاتی تو وہ قلندردرویش بھائی عزت و تکریم میں حد کردیتے۔کراچی لجنہ کی کتب پر بہت خوشی کا اظہار کرتے اور اچھے تبصرے لکھتے۔ہمارے پاس کتب کے تعارف کا یہی ایک ذریعہ تھا الفضل میں تبصرہ آتا اور ہمیں آرڈر ملنے شروع ہوجاتے۔ کلام طاہر شائع ہوئی تو تبصرے میں لکھا ''جماعت احمدیہ کی سب سے خوبصورت کتاب'' نثر نظم دونوں میں داد دی ان کو لکھنے پر ابھارنے کا فن آتا تھا۔ ان کے زمانے میں ایسے قلمکار بھی سامنے آئے جو قلم پکڑنا نہیں جانتے تھے الفضل میں چھپنا بڑا بابرکت ثابت ہوا۔ بعض دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیارا مکتوب ملتا ''الفضل میں آپ کی نظم پڑھی.........'' یا ''الفضل میں عزیزہ امۃ الباری ناصر کا مضمون پڑھا اگرچہ نام نہیں لکھا.........'' مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ الفضل مجھے ایک چاند کی طرح لگتا۔جب نظم چھپتی میں سوچتی یہ چاند وہاں بھی نکلا ہوگا حضور پرنور نے بھی میری نظم پڑھی ہوگی ۔ پھر جب حضور کا کوئی خط یا پیغام آجاتا دل حمدوشکر سے بھرجاتا۔ صرف ایک خط مرقومہ 17 جنوری 1989ء لکھتی ہوں شاید کوئی میری خوشی کا اندازہ لگا سکے۔ یہ خودستائی نہیں اظہار تشکر ہے۔ آپ نے دست مبارک سے تحریر فرمایا۔حضورؒ کا یہ خط اپنی ذات میں اردو ادب کا ایک شاہکار ہے۔

''ابھی الفضل 11جنوری میں آپ کی نظم 'اسیرانِ راہِ مولا' پڑھی تو

ع جو بدلی غم کی اُٹھی دل پہ تھوڑی برسا دی

ساری نظم ہی بڑی پُر اثر ہے اور فصیح و بلیغ مگر بعض اشعار اور بعض مصرعے تو شوخیٔ تحریر کے فریادی بنے ہوئے ہیں۔میں نے سوچا کہ پہلے اس سے کہ میری آنکھیں خشک ہو جائیں میں آپ کو بتا دوں کہ نظم پڑھ کر اسیرانِ راہِ مولا کے ساتھ ساتھ میرے دل نے آپ کو بھی دعائیں دیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ''

ایک دفعہ سیفی صاحب نے الفضل میں لوگوں کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطوط چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ۔ انہی دنوں لجنہ کراچی کی اس وقت کی صدر صاحبہ محترمہ سلیمہ میر کے نام حضورانورکا ایک بہت ہی شاندار خط موصول ہوا جس میں خاکسارکا بہت اچھا ذکر تھا۔ سیفی صاحب سے خط چھپوانے کی درخواست کی تو آپ نے بتایا کہ وہ سلسلہ حضور نے بند کروادیا ہے موڈ خراب ہوگیا حضور کو خط لکھ رہی تھی اشارۃً اس بات کا ذکر کرکے میں نے پنجابی کا ایک محاورہ لکھا ''غریباں روزے رکھے تے دن وڈے آ گئے'' پیارے حضور نے فون پر ہنستے ہوئے فرمایا ''میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں'غریباں روزے رکھے تے دن وڈے آ گئے''والاسیفی صاحب کو لکھوارہا ہوں کہ آپ کا خط چھاپ دیں آپ بھی ان کو یہ پیغام دے دیں کہ یہ خط چھاپنے کی خصوصی اجازت ہے۔'' پھر یہ خط الفضل کے پہلے صفحے پر شائع ہوا۔

الفضل میں چھپنے والی ایک نظم پر حضور انور نے ازراہ شفقت داد اور دعا سے نوازتے ہوئے کچھ اصلاح بھی عطا فرمائی ۔میں نے سرخوشی میں جواب دیتے ہوئے نظم کاوہ شعر بھی لکھ دیا جو سیفی صاحب نے کسی مصلحت سے حذف کردیا تھا۔بڑا دلچسپ جواب ملا۔

28.1.1993

''آپ نے لکھا ہے کہ اعتراض والی نظم کا ایک شعر سیفی صاحب کی سنسر شپ کی زَد میں آگیا اس شعر کو شائع نہ کرنے کی حکمت تو مکرم سیفی صاحب سمجھتے ہوں گے لیکن ایسا کرنے سے وہ خود بھی آپ کے اعتراض میں آ گئے۔اصل بات یہ ہے کہ مکرم سیفی صاحب ماشاء اللہ بڑی ذہانت سے الفضل کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ورنہ الفضل

کبھی کا بند ہو چکا ہوتا۔ اگر الفضل ماہ بماہ چھپتا تو بلاشبہ سیفی صاحب بھی ماہ لقا کہلوانے کے مستحق ٹھہرتے۔لیکن الفضل تو روزنامہ ہے اور سورج کی طرح روز اُن کے خوبصورت کلام کے آئینہ میں اُن کی لقاء الفضل کے شائقین سے کرواتا ہے۔اس پہلو سے اُن کا چیں بہ جبیں ہونا تعجب کی بات نہیں وہ سمجھے ہوں گے کہ شعر کا مصداق وہ خود ہیں لیکن ماہ لقا لکھ کر اُن کو اصل مقام سے گرا دیا گیا ہے جو 'مہرلقا' یا 'خورشید لقا' ہونا چاہیے تھا انہوں نے ویسی ہی بات کی ہے جیسے غالبؔ کے ایک مصرع میں مذکور ہے۔

ع یوسف اس کو لکھوں اور کچھ نہ کہے خیر ہوئی
افسوس کہ آپ کے شعر کی خیر نہ ہوئی.....''

حذف شدہ اشعار میں سے ایک اور شعر بھی نظر کرم کے قابل ٹھہرا۔4.3.1993 کے الفضل میں ایک نظم چھپی تھی جس کا پہلا شعر تھا۔

میری راہیں سخت کٹھن ہیں صبر و جنوں کی ہمت لے کر
فیصلہ سوچ سمجھ کے کرنا میرے ساتھ آنے سے پہلے''

اسی نظم کا ایک شعر تھا۔

حُسنِ عمل کا اُبٹن لے کر روح و جسم کو مل مل دھوئیں
کچھ سنگھار تو کرنا ہو گا وصل کی رات آنے سے پہلے

نسیم سیفیؔ صاحب نے نظم میں سے یہ شعر حذف کر دیا۔جب پیارے آقا سے حذف شدہ اشعار کی بات چلی تو میں نے یہ بھی لکھ دیا۔پیارے آقا نے بڑے شگفتہ انداز میں تحریر فرمایا:۔

''مدیر صاحب الفضل کے سنسر کی زَد میں آنے والا شعر بھی آپ نے بھجوا دیا ہے۔یہ تو بہت اعلیٰ شعر ہے۔جب حُسنِ عمل کا آپ نے کہہ دیا تو ذہن کے لئے کسی غلط روش پر چلنے کی کوئی وجہ تو نہیں لیکن چونکہ یہ منظر کشی بہت کھلی کھلی سہاگ رات کی تیاری پر صادق آتی ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے مدیر صاحب الفضل ڈر گئے۔اس قسم کا مبنی بر احتیاط فیصلہ مدیر کے حقوق میں داخل ہے۔لیکن یہ اچھا ہواکہ آپ نے مجھے یہ شعر لکھ دیا۔ شعر اپنی ذات میں بہت خوبصورت ہے۔مدیر صاحب خود شاعر ہیں وہ اگر شعر میں معمولی سی تبدیلی کر لیتے تو کسی احتیاط کی ضرورت ہی نہ رہتی مثلاً یوں کہا جا سکتا ہے۔

حُسنِ عمل کا اُبٹن لے کر روح کے جسم کو مل مل دھوئیں
کچھ سنگھار تو کرنا ہو گا وصل کی رات آنے سے پہلے''

اب حضور انورؒہیں نہ سیفی صاحب مگر بہت سی باتیں ان کی یاد دلاتی ہیں۔ ان کے درجات کی بلندی کے لئے اداس دل سے دعاگوہوں۔

کراچی میں الفضل کی مستقل خریدار رہی ایک ایک سال کے الفضل ترتیب سے بڑے بڑے لفافوں میں اوپر سن لکھا ہوا گھر میں موجود ہیں ایک ڈائری میں انڈیکس بھی بنا لیتی تھی تاکہ مخصوص مضمون کی تلاش میں وقت ضائع نہ ہو۔

ایک دلچسپ بات بھی لکھ دوں ایک دفعہ ڈاکیہ الفضل کی وی پی لایا تو ہماری بچت کی خاطر ایک آفر دی کہنے لگا کہ آپ اس کے لئے اتنے پیسے دیتی ہیں اس طرح کے بہت سے اخبار ہمارے ڈاکخانے میں پڑےرہتے مجھے صرف دس روپے مہینہ دے دیں میں روز ڈال جایا کروں گا۔ ظاہر ہے یہ آفر قبول نہ کی گئی۔لگے ہاتھوں ایک اور آفر کا ذکر بھی کردیتی ہوں۔ڈاک سے ربوہ کے قریبی شہر سے ایک تنظیم کی طرف سے ایک لفافہ ملا جس میں کچھ لٹریچر کے ساتھ ایک خط تھا۔ خط کا منحوس نفس مضمون یہ تھا کہ ہم الفضل میں آپ کو پڑھتے ہیں آپ دنیائے شعر میں بلند مقام پر فائز ہیں مگر آپ ایک محدود دائرے میں بند ہوکر رہ گئی ہیں اگر ہمارے ساتھ آملیں تو میں نے خط یہیں تک پڑھا اوراس داد بیداد کو آگ دکھادی۔اس خط کا اس سے بہتر جواب نہ تھا۔

ایک سال ایسا بھی گزرا ہے کہ الفضل میرا اوڑھنا بچھونا بنا رہا۔1991ء میں خیال آیا کہ جلسہ ہائے سالانہ کو100سال پورے ہونے پرلجنہ کراچی کی طرف سے ایک یادگار سووینئر ''المحراب سَووا ں جلسہ سالانہ نمبر'' شائع کیا جائے۔سو سال کا ڈیٹا جمع کرنا تھا کس کس سال جلسہ کہاں کہاں ہوا۔کن تاریخوں میں ہوا کیا حاضری رہی پروگرام کیا تھے جلسہ گاہ اور رہائش کے انتظامات کیا تھے کس کس نے صدارت کی' افسر جلسہ گاہ کون تھے'تقریر وں اور نظموں کی تفصیل دیگر ریکارڈ وغیرہ وغیرہ ۔ اس کام کے لئے تاریخ احمدیت کی جلدوں کے ساتھ الفضل کی فائلوں کی ضرورت تھی گھر کی ذمہ داریوں کے ساتھ ربوہ یا کسی مقامی لائبریری میں زیادہ دیر کے لئے جانا مشکل تھا ایک حل نکالا اپنی جاننے والیوں سے درخواست کی کہ جس کے گھر میں بھی کچھ سالوں کے الفضل ہوں احمدیہ ہال پہنچا دیں۔کچھ ڈبے، بکسے،لفافے، گٹھڑیاں آگئیں پرانے کاغذوں کی بو اور مٹی دھول برداشت کرکے ہم نے ترتیب سے ایک ایک سال کی فائل بناکرالگ الگ لفافوں میں رکھ لئے میں احمدیہ ہال سے گھر آتے ہوئے کچھ بنڈل اٹھا لاتی کئی کئی گھنٹے دن رات کام کرکے مطلوبہ مواد تلاش کرلیتی جو خلا رہ گئے مکرمہ امۃ الشکور امجد نے خلافت لائبریری جا کر پورے کئے ہم نے ہاتھوں سے کوہ کنی کی اور تاریخی علوم ومعارف کی نہر نکال لی۔ نایاب تصاویر کے ساتھ یہ خوب صورت دستاویز شائع ہوکر جلسے پر قادیان پہنچی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں پیش کی گئی۔ یہ سب اللہ کریم کے خاص احسان سے ممکن ہوا۔خلیفہء وقت سے پسندیدگی کی نوید سے تھکن کا احساس بھی نہیں رہتا۔

کراچی کے نائب امیر محترم عبدالرحیم بیگ (مرحوم)نے ہمیں گرمجوشی سے مبارکباد دی اور بتایا کہ ایک صاحب ان سے ملے ہاتھ میں المحراب تھا اور کہا میں نے یہ سوونیئر پڑھ کر احمدیت قبول کی ہے دیگر کتب کی تیاری اور دوسرے مرتبین اور مصنفین کی کتب کو چیک کرنے میں بھی الفضل ہی کا سہارا لیتی رہی۔میں نے الفضل سے بطور بنیادی تاریخی ماخذ بہت فائدہ اٹھایا۔

الفضل کے احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ یہ ہمیں شناخت دیتا ہے اس کا اندازہ مجھے یوکے، کینیڈا اور امریکہ کے سفروں میں مختلف شہروں میں جانے سے ہوا۔اللہ تعالی کے فضل و احسان سے خاکسار جہاں بھی اپنے احمدی حلقہ میں گئی الفضل کے ناتے پہلے سے متعارف تھی۔اس اعتراف میں کیا مضائقہ ہے کہ اس نعمت خداداد سے خوشی ہوتی ہے۔میں کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا میں زاری کرتے ہوئے اس کے رحم کو ابھارنے کے لئے یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ مولیٰ کریم تیرے پیاروں کے جاری کردہ پیارے الفضل میں کبھی کبھی اس عاجزبندی کا نام بھی آیا ہے ۔میری ہرخطامعاف کردینا۔

ہمارے خاندان میں سب افراد الفضل کی قدروقیمت پہچانتے ہیں۔میری امی جان مرحومہ اردو پڑھ سکتی تھیں الفضل اور درثمین کی شیدائی تھیں ہم سے پڑھواکر بھی سنتی تھیں اور درخواست دعا کرنے والوں کے لئے دعائیں کرتی تھیں۔تازہ ترین جماعتی احوال سے باخبر رہتیں۔ان کا مبلغ علم خطبات اور الفضل تھا۔ اپنی پہلی بیٹی کا اسسٹنٹ ایڈیٹر سے رشتہ ان کے ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔

بڑے بھائی جان مکرم عبدالمجید نیاز الفضل کے بڑے مداح اور مستقل خریدار ہیں پہلے حیدرآباد سندھ میں رہتے تھے پکا قلعہ کے ایڈریس پر سالہاسال الفضل منگواتے رہے۔ان کا خریداری نمبر غالباً 121 تھا ایک چھوٹا سا کمرہ الفضل کے پرچوں سے بھرا ہوا تھا۔ پاکستان سے آسٹن امریکہ منتقل ہوئے تو بھی اخبار جاری رکھا کہتے ہیں نیٹ پر پڑھنے کا وہ مزا نہیں جو ہاتھ میں لے کر پڑھنے کا ہے۔ آج کل بعارضہ کینسر بیمار ہیں ہسپتال میں داخل ہیں اللہ تعالی رحم کا سلوک کرتے ہوئے مشکلات سے بچائے آمین۔ بھائی جان محترم عبدالباسط شاہد الفضل کے مستقل لکھنے والوں میں شامل رہے۔اب بھی روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے لئے لکھ رہے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ ہمارے الفضل اور الفضل کی کسی بھی رنگ میں خدمت کرنے والوں کو سلامت رکھے۔آمین

راستوں اور سرِراہ نشست گاہوں کے آداب

راستوں اور نشست گاہوں کے آداب اس طرح ہیں۔

راستہ کے درمیان حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا یا بیٹھنا آداب کے منافی ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا''اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ خبردار راستوں پر نہ بیٹھنا۔صحابہؓ نے کہا ۔ یا رسول اللہؐ ! ہمیں ان مجلسوں سے چارہ نہیں ۔ ہم ان میں باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تم رہ نہیں سکتے تو رستہ کا حق ادا کرو۔'' (متفق علیہ)راستوں یا سر راہ نشست گاہوں میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکا جائے۔ نہ ہی کوئی ایذا دینے والی چیز پتھر یا چھلکے وغیرہ پھینکے جائیں۔ بلکہ اگر کوئی کانٹا، ہڈی، چھلکے یا کوئی تکلیف دہ چیز اور راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والی چیز پڑی ہو تو اسے ہٹا دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ نیکی اور ثواب کا کام ہے اور نفس کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

نشست گاہ اگر سر راہ ہو تو مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کے گزرتے وقت وہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیاکریں تا کہ دلوں کی پاکیزگی قائم رہے اور شیطان اس پر حملہ نہ کر سکے۔ شریعت نے عورت کو بھی باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن اسے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ جب وہ باہر نکلے تو پردہ میں نکلے۔ وہ اپنی زینت کو غیر مردوں کے لئے ظاہر نہ کرے۔اور زینت کا اصل مقام عورت کا چہرہ ہوتا ہے۔اس لئے اسے چہرے کا پردہ کرنے کا حکم دیا گیا اور اپنی آنکھوں کو نیچی رکھنے کی تاکید کی گئی۔ تاکہ بُرائی کا سدِّ باب ہوسکے۔عورتوں کو بازار یا مردوں کے اجتماعات میں سے گزرنے کا احتمال ہو تو وہاں انہیں خوشبو لگا کر نہیں جانا چاہئے۔ گھروں میں عورتوں کے لئے خوشبو کا استعمال کرنا جائز ہے۔

آنے جانے والے اگر سر راہ بیٹھنے والوں کو سلام کریں تو انہیں لازم ہے کہ وہ سلام کا جواب ضرور دیں۔ راستہ میں ایک دوسرے کو سلام کرنا چاہئے کیونکہ سلام ایک نیک دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ کلمات ہیں۔ صحابہ کرامؓ نیکیاں کمانے کے اتنے مشتاق تھے کہ وہ بازاروں میں نکل جاتے اور ہر ملنے والے ، آنے جانے والوں کو سلام کرتے اورآنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ اَفْشُواالسَّلَامَ بَیْنَکُمْ پر عمل کرتے۔سوار کو پیدل چلنے والے شخص کو اور پیدل چلنے والے شخص کو بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے۔

اسلام ہر حالت میں عبادات بجالانے کا حکم دیتا ہے راستے میں اگر بلندی یا پستی آئے تو بھی آہستہ آواز کے ساتھ تکبیر و تہلیل اور تسبیح کرنی چاہئے۔ راستے میں اگر کسی کو سواری میں مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرنی چاہئے۔راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتانا بھی نیکی ہے۔ بازار یا رستہ میں چلتے پھرتے کوئی چیز نہیں کھانی چاہئے۔ راستوں یا سایہ دار درختوں کے نیچے بول وبراز نہیں کرنا چاہئے تا کہ مسافر کو تکلیف نہ ہو۔ راستہ میں کوئی ہتھیار کھلے طور پر لے کرنہیں گزرنا چاہئے تا کہ راہ گیر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔اگر راہ چلنے والوں میں کوئی اعتراض کی بات دیکھیں تو پیار اور نرمی سے انہیں منع کریں۔ کیونکہ امربالمعروف اور نھی عن المنکر مومن کا شیوہ ہے۔راستہ کے کناروں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی مجلس میں کوئی نا شائستہ کلام نہ کریں بلکہ ایسی گفتگو کریں جس سے دل نیکی کے کاموں کی طرف راغب ہوں اور آنے والے وہاں سے کچھ حاصل کر کے ہی جائیں نہ کہ گنوا کر۔

پس ان مجلسوں میں بھی نیکی اور ذکر الٰہی کی باتیں کرنی چاہئیں تاکہ ملائکہ اس مجلس کو ڈھانپ لیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت ان پرنازل ہو۔حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی بزم میں یاد کرتا ہے جو اپنی مجلس میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ملک منور احمد جاوید

اخلاق حسنہ کا ایک حسین گلدستہ

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ کے ساتھ چند قابل تقلید واقعات

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم،حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی اور حضرت مصلح موعودؓ کے گراں قدر ارشادات و احکامات پر عمل کر کے دین و دنیا میں ایک نام پیدا کرنے والے قیمتی وجود تھے۔ قائد اعظم کے دست راست ہونے کی وجہ سے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ بننے کا اعزاز اور قلمدان آپ کے حصہ میں آیا۔ اقوام متحدہ کی قیادت کی اور عالمی عدالت کی سرپرستی کرکے اپنے علم کا لوہا منوایا۔ان سب سے بڑھ کر آپ ایک متقی ، عاجز اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے انسان تھے۔خاکسار کو آپ کے قریب رہنے اور آپ سے فیض حاصل کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔آپ ہمہ وقت خدا تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے، نمازوں کی پابندی خاص طور پر نماز جمعہ کا اہتمام کرتے، آنحضرت ﷺ کے ہر حکم اور سنت کی پیروی کرتے اور تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز بزرگ تھے۔آپ اخلاق حسنہ کا ایک حسین گلدستہ تھے۔آپ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو وقت کی پابندی تھا۔آپ کے ساتھ چند یادیں اور واقعات لکھ رہا ہوں تاکہ ان چھوٹی لیکن اہم باتوں کو ہمیں اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کی توفیق حاصل ہو۔

ذکر الٰہی میں مصروف

ایک بات خاص طور پر خاکسار نے نوٹ کی۔ آپ جب بھی دارالذکر لاہور میں تشریف لاتے تو پہلی صف میں بائیں جانب رکھی ہوئی کرسی پر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جاتے اور کبھی بھی کسی بھی حالت میں اور کسی بھی وقت نہ دائیں دیکھتے نہ بائیں اور نہ ہی کبھی پیچھے دیکھتے بلکہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھے رہتے۔ کسی سے بات نہ کرتے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور اسی حالت سے مکمل فراغت کے بعد اٹھتے اور گھر تشریف لے جاتے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی

اپنے قیام لاہور کے دوران حضرت چوہدری صاحب بڑی باقاعدگی سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے دارالذکر تشریف لاتے تھے۔اگر صحت کی کمزوری اجازت نہ دیتی تو محترم امیر صاحب کے ذریعہ اپنی کوٹھی پر ہی نماز جمعہ کا انتظام کروا لیتے۔ تاہم کسی بھی حالت میں نماز جمعہ کا ناغہ نہیں ہونے دیا۔

سنت نبویؐ کی پیروی

1960ء میں آپ چند روز کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ خاکسار دو ماہ کی رخصت پر ان دنوں اپنے والدین کے پاس راولپنڈی گیا ہوا تھا۔ایک دن نماز مغرب کے وقت خاکسار مکرم میاں عطاء اللہ امیر جماعت راولپنڈی کے پاس بیٹھا تھا۔انہوں نے بتایا کہ آج ایک جماعتی وفد ان کی قیادت میں نماز فجر کے بعد حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضرہوا ۔ وفد کے ایک ممبر نے کہا کہ آج رات تین چار بجے بارش ہوئی تھی جس سے موسم کافی خوشگوار ہو گیا ہے۔حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ بارش رات ٹھیک 3بجکر 35 منٹ پر ہوئی تھی۔ چونکہ موسم کی پہلی بارش تھی اس لئے میں نے باہر نکل کر کوشش کے ساتھ اپنی زبان پر چند قطرے لئے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہی سنت تھی کہ آپؐ پہلی بارش کے قطرے ضرور اپنی زبان پر لیا کرتے تھے۔

نماز کا صحیح تلفظ

ایک دن خاکسار سے فرمایا کہ آپ لاہور کے قائد ہیں ۔ آپ میری کوٹھی میں نماز عصر کے بعد نوجوانوں کی ایک کلاس کا انتظام کریں ۔ میں سادہ نماز صحیح تلفظ کے ساتھ ان کو یاد کروانا چاہتا ہوں۔ ان کی اس ہدایت پر خاکسار کو کچھ حیرانی بھی ہوئی اور خیال آیا کلاس لینی ہے تو حضرت چوہدری صاحب کوئی علمی بات بیان کریں۔ نماز تو سب کو ہی آتی ہوگی۔تاہم چند دن کے بعد کلاس شروع ہوئی تو پہلے دن ہی ان کے ارشاد کی اہمیت کا اندازہ ہوگیا۔ آپ نے بڑی ہی محبت اور محنت کے ساتھ آنے والے نوجوانوں کو نماز سادہ یاد کروائی۔ان کی کلاس کے پہلے ہی روز مجھے ذاتی طور پر بھی احساس ہوگیا کہ ہم سب نوجوانوں کی نماز سادہ کے تلفظ میں بے شمار غلطیاں تھیں۔خود میرے اندر بھی یہ کمی تھی۔ تاہم آپ کے ساتھ دہرائی ہوئی نماز آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ صحیح تلفظ کے ساتھ یاد ہے۔

تقویٰ کا اعلیٰ مقام

حضرت چوہدری صاحب آخر 1974ء میں لاہور تشریف لائے اور چند ماہ اپنی کوٹھی پر قیام کیا۔ پھر 1975ء میں واپس لندن تشریف لے گئے۔ اس وقت خاکسار مجلس خدام الاحمدیہ ضلع و علاقہ لاہور کا قائد تھا۔انہی ایام میں عید پر ایک بڑی سرکاری شخصیت کی طرف سے آپ کی خدمت میں عید کارڈ آیا۔آپ نے حسب ذیل مفہوم کے خط کے ساتھ وہ عید کارڈ مع ان کا لفافہ واپس بھجوایا۔

اس وقت میری کوئی بھی سرکاری حیثیت نہیں آپ نے مجھے اپنے ذاتی تعلق کی بناء پر عید کارڈ بھجوایا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مگر ذاتی حیثیت سے سرکاری ٹکٹ (Service Stamp) تو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ پرائیویٹ سٹمپس لگا کر عید کارڈ مجھے بھجواتے۔عید کارڈ واپس ارسال خدمت ہے۔

وقت کی پابندی کا احساس

حضرت چوہدری صاحب وقت کی پابندی کا بڑا گہرا احساس اور خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ خدام کے اجلاس سے خطاب فرمائیں، اجلاس صبح 9 بجے شروع ہوگا، فرمایا آپ کو پتہ ہے کہ 9 کتنے بجے بجتے ہیں؟ عرض کیا کہ 9 تو 9 بجے ہی ہوتے ہیں۔فرمایا نہیں۔ 9 بجتے ہیں 8 بجکر 59 منٹ اور 60 سیکنڈ پر۔ پھر مسکرا کر تشریف لے گئے اور عین وقت پر اجلاس میں تشریف لے آئے۔

دریاں بچھانے میں معاونت

1953ء میں ایک مرتبہ آپ قائم مقام وزیراعظم کی حیثیت سے لاہور تشریف لائے۔ اپنی کوٹھی خورشید عالم روڈ پر قیام تھا۔ خاکسار ان دنوں صدر بازار لاہور چھاؤنی میں رہائش پذیر تھا۔ جمعرات کی رات صدر جماعت نے مجھے ہدایت دی کہ صبح خطبہ جمعہ حضرت چوہدری صاحب نے اپنی کوٹھی پر دینا ہے۔ آپ کرایہ پر دریاں لے کر وہاں جائیں اور بچھوا دیں۔ یہ عاجز جمعہ کے دن ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر اپنے سائیکل پر چند دریاں لے کر کوٹھی پہنچ گیا۔گیٹ پر پولیس کا سخت پہرہ تھا۔ آنے کی وجہ بیان کی۔ انچارج گارڈ نے کہا کہ چوہدری صاحب تو ڈاکٹر کی طرف گئے ہیں ۔ شائد دیر سے ہی آئیں۔ تاہم خاکسار گیٹ پر ہی کھڑا رہا۔ نصف گھنٹہ کے بعد چوہدری صاحب کار میں آئے۔ ایک نظر مجھ پر ڈالی اور اندر چلے گئے۔ چند منٹ بعد گیٹ پر پیدل ہی تشریف لائے، مجھے فرمایا کہ جمعہ کے لئے دریاں لائے ہو ؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اندر آجاؤ۔ اندر پہنچ کر ایک ہال کمرے میں لے گئے اور ہدایت فرمائی کہ یہاں دریاں بچھوادیں اور اندر چلے گئے۔خاکسار دریاں بچھانے لگا۔ آپ دوبارہ کمرے میں تشریف لائے اور فرمایا آئیں میں آپ کے ساتھ مل کر دریاں بچھوا دوں۔ عرض کیا کہ رہنے دیں میں خود ہی یہ کام کر لوں گا۔ فرمایا نہیں آپ اکیلے ہیں ، میں آپ کے ساتھ مل کر یہ بوجھ اٹھاتا ہوں۔اور سارے کمرے میں خاکسار کے ساتھ دریاں بچھوانے میں پوری طرح معاونت فرمائی اور پھر اندر تشریف لے گئے۔

طلوع و غروب آفتاب

28 جنوری 2020ء	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:42	18:07
مدینہ منورہ	05:47	18:03
لندن	05:51	16:45
قادیان	06:00	17:58
ربوہ	05:40	17:38